مشرقی افریقہ کے باشندوں کو دعوتِ اسلام

از
سیدنا حضرت میرزا بشیر الدین محمود احمد
خلیفۃ المسیح الثانی

"اَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ نَحْمَدُہٗ وَ نُصَلِّیْ عَلٰی رَسُوْلِہِ الْکَرِیْمِ

خدا کے فضل اور رحم کے ساتھ۔ ھُوَ النَّاصِرُ

مشرقی افریقہ کے باشندوں کو دعوتِ اسلام

(محررہ 18 جنوری 1953ء)

سواحیلی زبان میں قرآن کریم کا ترجمہ اور اس کے مضمون کے متعلق مختصر نوٹ شائع کئے جارہے ہیں۔ افریقہ کو اسلامی تاریخ میں ایک خاص اہمیت حاصل ہے۔ خصوصاً شمال مشرقی افریقہ کو اسلام کے ابتدائی ایّام میں جب مکّہ والوں نے مسلمانوں پر بڑے بڑے مظالم کئے اور مکّہ میں مسلمانوں کی رہائش ناممکن ہوگئی تو رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے خدا تعالیٰ کے ارشاد سے مسلمانوں کو حبشہ کی طرف جانے کی ہدایت فرمائی۔ حبشہ یعنی ایبے سینیا وہ ملک ہے جو کہ کینیا کالونی کے ساتھ لگا ہؤا ہے۔ چنانچہ جب مسلمان اس مُلک میں پہنچے اور وہاں کے بادشاہ کے قانون کے ماتحت انہیں کسی قسم کی تکلیف نہ پہنچائی گئی اور امن کا سانس انہوں نے لینا شروع کیا تو مکّہ والوں سے یہ بات برداشت نہ ہو سکی اور انہوں نے اپنی قوم کے دو لیڈروں کو بادشاہ اور اس کے درباریوں کے لئے بہت سے تحائف دے کر بھجوایا اور انہیں ہدایت کی کہ وہ بادشاہ سے درخواست کریں کہ وہ مہاجرینِ مکّہ کو مکّہ کی حکومت کے حوالے کر دے تاکہ وہ ان سے اپنے خیالات اور عقائد کے مطابق سلوک کریں اور اگر بادشاہ نہ مانے تو پھر درباریوں کو تحفے دے کر ان سے بادشاہ پر زور ڈلوائیں اور مسلمان مہاجرین مکّہ کو جس طرح بھی ہو واپس مکّہ لائیں۔

چنانچہ یہ وفد حبشہ گیا اور درباریوں خصوصاً پادریوں کے ذریعہ سے بادشاہ سے ملا جو اُس زمانہ میں نیگس کہلاتا تھا۔ جسے عرب لوگ نجاشی کہتے تھے۔ یہ اُس بادشاہ کا نام نہیں تھا بلکہ یہ اُس زمانہ کے حبشی بادشاہوں کا لقب ہوتا تھا۔ چنانچہ بادشاہ کے سامنے اُنہوں نے شکایت کی کہ اُن کے مُلک کے کچھ باغی بھاگ کر حبشہ آ گئے ہیں اور انہیں مکّہ والوں نے اس لئے بھیجا ہے کہ ان باغیوں کو مکّہ کی حکومت کے حوالہ کر دیا جائے۔ بادشاہ نے ان لوگوں کی باتیں سُن کر مسلمانوں کو بُلوایا اور اُن سے پوچھا کہ وہ کس طرح آئے ہیں؟ اُنہوں نے بتایا کہ اُن پر اُن کی قوم ظلم کر رہی تھی اور چونکہ افریقن بادشاہ کا انصاف اور اس کا عدل مشہور تھا وہ اس کے مُلک میں پناہ لینے کے لئے آ گئے۔ اس پر بادشاہ نے مکّہ کے وفد کو جواب دیا کہ چونکہ اِن کے خلاف کوئی سیاسی جُرم ثابت نہیں صرف مذہبی اختلاف ثابت ہے اس لئے وہ ان کو واپس کرنے کے لئے تیار نہیں۔ مکّہ کا وفد جب دربار سے ناکام لَوٹا تو اس نے درباریوں اور پادریوں کو بھی تحفے تقسیم کئے اور اُنہیں اُکسایا کہ یہ مسلمان لوگ حضرت مسیح علیہ السلام کی بھی ہتک کرتے ہیں اس لئے مسیحیوں کو بھی مکّہ والوں کے ساتھ مِل کر ان پر سختی کرنی چاہئے۔ چنانچہ دوسرے دن پھر درباریوں نے بادشاہ پر زور دیا کہ یہ لوگ تو مسیح کی بھی ہتک کرتے ہیں۔ چنانچہ بادشاہ نے مسلمانوں کو پھر بُلوایا اور اُن سے پوچھا کہ آپ لوگ مسیحؑ کے بارہ میں کیا عقیدہ رکھتے ہیں؟ مسلمانوں نے سورۃ مریم کی ابتدائی آیات پڑھ کر اس کو سنائیں جن میں مسیح علیہ السلام اور ان کی والدہ کا ذکر ہے اور پھر کہا کہ ہم مسیح کو نبی اللہ مانتے ہیں۔ ہاں انہیں خدا کا بیٹا نہیں مانتے۔ اس پر پادریوں نے شور مچا دیا کہ دیکھو انہوں نے مسیح کی ہتک کی ہے مگر افریقن بادشاہ منصف مزاج اور عادل تھا۔ اُس نے سمجھ لیا کہ یہ الزام ان پر غلط لگایا جا رہا ہے۔ یہ لوگ مسیح کا ادب کرتے ہیں مگر اُس کو خدا یا خدا کا بیٹا نہیں مانتے۔ چنانچہ اس نے بڑے جوش سے ایک تنکا فرش پر سے اُٹھایا اور کہا کہ خدا کی قسم! مَیں بھی مسیح کو وہی کچھ مانتا ہوں جو یہ کہتے ہیں اور مَیں اس درجہ سے جو انہوں نے مسیح کا بیان کیا ہے اس سے ایک تنکے

کے برابر بھی زیادہ نہیں سمجھتا۔

پادریوں نے بادشاہ کے خلاف بھی آوازے کسنے شروع کئے کہ تُو بھی مُرتد ہو گیا ہے لیکن نجاشی نے کہا کہ مَیں تمہارے اس شوروشغب کی وجہ سے مرعوب نہیں ہو سکتا۔ جب میرا باپ مَرا تھا تو مَیں چھوٹا بچہ تھا اور میری جگہ پر میرا چچا قائمقام مقرر کیا گیا تھا اور تم لوگوں نے اس کے ساتھ مل کر یہ فیصلہ کیا تھا کہ مجھ کو تخت سے محروم کر دو۔ جب مجھے یہ بات معلوم ہوئی تو باوجود اس کے کہ مَیں چھوٹا تھا مَیں نے اپنا حق لینا چاہا اور نوجوان میرے ساتھ مل گئے اور میرے چچا نے ڈر کر دستبرداری دے دی اور تخت میرے حوالے کر دیا۔ تو میری بادشاہت تمہاری وجہ سے نہیں بلکہ خدا تعالیٰ نے باوجود تمہاری مخالف کوششوں کے مجھے دی ہے۔ کیا مَیں اب تم سے ڈر کر خدا کو چھوڑ دوں گا اور ظلم اور تعدّی کروں گا؟ نہ تم نے یہ بادشاہت مجھے دی ہے نہ مَیں تمہاری مدد کا محتاج ہوں۔ مَیں کسی صورت میں ظلم نہیں کر سکتا۔ یہ لوگ آزادی سے میرے مُلک میں رہیں گے اور کوئی ان کو نقصان نہیں پہنچا سکتا۔[1] پس اے اہلِ افریقہ! جن کی زبان سواحیلی ہے مَیں یہ ترجمہ آپ کے سامنے پیش کرنے میں ایک لذت اور سرور محسوس کرتا ہوں کیونکہ اس کتاب کے ابتدائی ایام میں اس کتاب کے ماننے والوں کو آپ کے برّاعظم نے پناہ دی تھی اور ظلم و تعدّی کرنے سے انکار کر دیا تھا اور انصاف اور عدل قائم کرنے کا بیڑہ اُٹھایا تھا۔ آج قرآن کریم کی پاکیزہ تعلیم اُسی طرح مظلوم ہے جس طرح کسی زمانہ میں قرآن کریم کے ماننے والے مظلوم ہوا کرتے تھے۔ آج اس قرآن کریم کو دُنیا میں لانے والا نبی فوت ہو چُکا ہے لیکن اس کا روحانی وجود آج اس سے بھی زیادہ مظلوم ہے جتنا کہ آج سے قریباً چودہ سو سال پہلے وہ اپنی دنیوی زندگی میں مظلوم تھا۔ اس پر جھوٹے الزام لگائے جاتے ہیں، اس کی لائی ہوئی تعلیم کو بگاڑ کر دُنیا کے سامنے پیش کیا جاتا ہے، اس کے ماننے والوں کو حقیر اور ذلیل سمجھا جاتا ہے لیکن خدا گواہ ہے کہ واقعہ یہ نہیں۔ خدا کی نظروں میں سب سے زیادہ معزز وجود محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ہے جن پر قرآن نازل ہوا تھا اور سب سے زیادہ سچی تعلیم وہ ہے جو اس کتاب یعنی قرآن کریم میں

موجود ہے۔ جیسا کہ آپ خود دیکھ لیں گے۔ دُنیا صرف اپنی طاقت اور اپنی قوت کے گھمنڈ پر اس کی تردید کر رہی ہے اور اس کے ماننے والوں کو ذلیل کر رہی ہے لیکن اے اہلِ افریقہ! آج آپ کا بھی یہی حال ہے۔ آپ کو غیر مُلکوں میں تو الگ رہا اپنے مُلک میں بھی ذلیل سمجھا جارہا ہے۔ پس وہ تعلیم جس نے آج سے چودہ سو سال پہلے ایک وحشی اور غیر تعلیم یافتہ قوم کو دُنیا کی ترقیات کی چوٹی پر پہنچا دیا تھا لیکن جو آج مظلوم ہے اور گھر سے بے گھر کر دی گئی ہے مَیں اُسے آپ لوگوں کے سامنے پیش کرتا ہوں۔ جبکہ آپ لوگوں کی حالت بھی اسی قسم کی ہے اور آپ سے اپیل کرتا ہوں کہ اس کتاب کو غور سے پڑھیں اور اسی عدل و انصاف کی نگاہ سے اسے دیکھیں جس نگاہ سے نجاشی نے مکّہ کے مسلم مہاجرین کو دیکھا تھا اور پھر اپنی عقل اور اپنی بصیرت سے نہ کہ لوگوں کے لگائے ہوئے جھوٹے الزاموں کے اثر کے نیچے اور لوگوں کی بنائی ہوئی رنگین عینکوں کے ذریعہ سے اسے دیکھیں۔ مجھے یقین ہے کہ اگر آپ ایسا کریں گے تو آپ کو اس لاثانی جوہر کی حقیقت معلوم ہو جائے گی اور اُس رسّے کو آپ پکڑ لیں گے جو کہ خدا تعالیٰ نے اس کتاب کے ذریعہ سے آسمان سے پھینکا ہے تا کہ اس کے بندے اسے پکڑ کر اس تک پہنچ جائیں۔

اے اہلِ افریقہ! ایک دفعہ پھر اپنے عدل اور انصاف کا ثبوت دو اور پھر ایک سچائی کے قائم کرنے میں مدد دو۔ جو سچائی تمہارے پیدا کرنے والے خدا نے بھیجی ہے۔ جس سچائی کو قبول کرنے کے بغیر غلام قومیں آزاد نہیں ہو سکتیں، مظلوم ظلم سے چھٹکارا نہیں پاسکتے۔ قیدی قید خانوں سے چھوٹ نہیں سکتے۔ امن، رفاہیت اور ترقی کا پیغام میں تمہیں پہنچاتا ہوں۔ یہ پیغام میرا نہیں بلکہ تمہارے اور میرے پیدا کرنے والے خدا کا پیغام ہے، یہ زمین آسمان کے پیدا کرنے والے خدا کا پیغام ہے، یہ یورپ اور امریکہ اور ایشیا کے پیدا کرنے والے خدا کا پیغام ہے۔ آؤ اور ہزاروں کی تعداد میں آؤ، لاکھوں کی تعداد میں آؤ، کروڑوں کی تعداد میں آؤ اور سچائی کے جھنڈے کے نیچے جمع ہو جاؤ تا کہ ہم سب مِل کر دُنیا میں از سرِ نو خدا تعالیٰ کی بادشاہت کو قائم کر دیں اور بنی نوع انسان کی ہمہ گیر اخوت اور خدا تعالیٰ کے ہمہ گیر عدل و انصاف کو دُنیا میں قائم کر دیں۔ خدا تعالیٰ

آپ لوگوں کو میری آواز پر لبیک کہنے کی توفیق دے اور مَیں وہ دن دیکھوں جبکہ آپ لوگ میرے دوش بدوش دُنیا میں امن و سلامتی اور ترقی اور رفاہیت کے قائم کرنے میں کوشش کر رہے ہوں اور پھر یہ کوششیں خدا تعالیٰ کے فضل سے کامیاب ہوں۔

خاکسار۔ مرزا محمود احمد

خلیفۃ المسیح الثانی"

(الفضل 26 فروری 1958ء)

1: سیرت ابن ھشام جلد 1 صفحہ 356 تا 362۔ مطبوعہ مصر 1936ء